بھیجوں۔ خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان جو ملک کے معاملات و مسائل کو اچھی طرح سمجھتے ہوں، ان کے متعلق آزادی اور جرأت کے ساتھ اظہار رائے کرسکتے ہوں، اُن کا دماغ روشن اور کھُلا ہو۔ ان میں اخلاص اور ایمانداری ہو۔ وہ سچے دل سے ملک کے دستور کا احترام کرتے ہوں اور اس بنا پر اُن کے دل میں ہر طبقہ، ہر گروہ اور ہر شخص کے ساتھ انصاف کرنے کا جذبہ ہو۔ ایسے لوگ ملک کا نمائندہ ہوکر ایوانوں میں پہونچیں گے تو اُس سے ملک کا فائدہ ہوگا۔ جمہوریت کو اپنی اصل شکل و صورت میں پنپنے اور ترقی کرنے کا موقع ملے گا اور جب ایسا ہوگا تو یقیناً اُس سے مسلمانوں کے حقوق کا تحفظ بھی ہوگا اور ان کو فائدہ بھی پہونچے گا۔

ایک اور واقعہ سنیے۔ مولانا عبید اللہ سندھیؒ ہم لوگوں کو ہفتہ میں ایک دن جمعہ کی نماز کے بعد حجۃ اللہ البالغہ کا درس دیتے تھے۔ یہ درس ترتیب وار نہیں تھا بلکہ کبھی کوئی موضوع لے لیا اور کبھی کوئی مبحث، ایک روز "اسلام کے اقتصادی نظام" پر تقریر کرتے ہوئے سنانے لگے "میں جس زمانہ میں ماسکو میں تھا تو وہاں کمیونسٹ پارٹی کے بعض ذمہ دار حضرات سے اکثر مختلف مسائل پر گفتگو رہتی تھی۔ ایک روز موقع پاکر میں نے حضرت شاہ ولی اللہ کے فلسفہ کی روشنی میں اسلام کے اقتصادی نظام اور اس کے بنیادی افکار و نظریات پر سیر حاصل گفتگو کی۔ لیکن پوری تقریر میں کہیں اسلام کا نام نہیں تھا اور نہ کہیں کسی آیت یا حدیث کا حوالہ تھا۔ گفتگو خالص عقلی اور فنی تھی میری اس تقریر سے یہ سب حضرات بڑے متاثر ہوئے اور اُس کو پسند کیا۔ جب یہ سب کچھ ہوگیا تو میں نے کہا "یہی تو اسلام کی تعلیمات ہیں" اور اب میں نے اس کے ثبوت میں قرآن مجید کی آیات، احادیث اور شاہ صاحب کی تشریحات سنائیں' یہ سُن کر ان سب لوگوں کو بڑا تعجب ہوا اور بولے "اگر واقعی ایسا ہی ہے تو اسلام کی نسبت یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ افیون کی ایک انٹی اور سرمایہ داری کی پشت پناہ ہے" یہ واقعہ سناکر مولانا نے فرمایا "میرا یہ تجربہ بہت کامیاب رہا ہے اور میں آپ سب صاحبان سے بھی کہتا ہوں کہ آپ جب کبھی کسی سیکولر مجمع میں بیٹھیں اور وہاں کسی قسم کا کوئی مسئلہ آئے تو آپ اُس کے متعلق اسلامی نقطۂ نظر کو خوب وضاحت سے کھول کر بیان کیجئے۔ لیکن خالص عقل اور فلسفہ کی بنیادوں پر اور کہیں اسلام کا نام نہ لیجئے۔ شروع میں ہی اسلام کا نام لینے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سامعین کے دماغ میں تعصب اور تنگ نظری کی ایک